ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو

فضل محمد ماتم (۱۸۱۵۔۱۸۹۵ء)
سندھ کا صاحب طرز شاعر

سندھ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اندازاً پانچ سو برس سے یہاں سندھی کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں میں کافی ایسے شعراء اور ادیب ہیں، جنھوں نے خاص طور سے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبان میں نثر اور نظم کی کتابیں تحریر کیں۔ اردو کو لیجیے تو سندھ کے کافی شعرا نے طبع آزمائی کی ہے۔ یہ سلسلہ سترہویں صدی عیسوی سے چلا ہے۔ ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی (ولادت ۱۶۳۱ء) وہ پہلے شاعر ہیں جن کا فارسی کے علاوہ اردو میں بھی کلام دستیاب ہوا ہے۔ ان کے علاوہ میر حیدرالدین کامل، میر محمود صابر، روحل زنگیجو، سچل سرمست، بیدل اور کئی شاعر گزرے ہیں جن کا اردو کلام بھی موجود ہے۔[۱] ڈاکٹر بلوچ کی ترتیب کردہ کتاب ''سندھ میں اردو شاعری'' میں ۶۶ شعرا کے اردو کلام کا انتخاب موجود ہے۔ ان میں فضل محمد ماتم کا کلام اور تذکرہ موجود نہیں۔ یہ کتاب ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ''دیوان ماتم'' بعد میں دریافت ہوا، اور سندھی ادبی بورڈ نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ دیوانِ ماتم پر دستور کے خلاف کسی ایڈیٹر یا ترتیب دہندہ کا نام نہیں ہے۔ ورنہ لوگ دوسروں کی کتابوں پر اپنا نام خوشی سے لکھ لیتے ہیں۔ دیوانِ ماتم میں ان کی مختصر سوانح کسی صاحب نے بغیر نام کے لکھی ہے۔ ایک نوٹ بورڈ کے سیکریٹری محترم ولی محمد رونجھو نے لکھا ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ''بہر حال غنیمت ہے کہ سندھی کے اہل زبان نے اپنی میراث

میں اردو کا مکمل دیوان ہم آپ سب کے لیے ایک تازیانے کے طور پر چھوڑا۔(۲)

رونجھو صاحب نے کس بنا پر اس دیوان کو سب کے لیے تازیانہ جانا ہے اور وثوق سے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ماتم سندھی کے اہل زبان ہیں! حالاں کہ ان کا سندھی کلام حوالے کے طور پر ادبی تاریخوں اور جائزوں میں زیر بحث رہا ہے۔ دیوان کہاں سے ملا؟ کیا ادبی بورڈ کے قلمی ذخیرے سے ملا؟ اس کا کوئی حوالہ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ فضل محمد ماتم کا خانوادہ کہیں باہر سے نقل مکانی کر کے سندھ میں آباد ہوا ہو۔

دیوان ماتم میں سوانح حیات لکھنے والے صاحب نے اس خانوادے کی تاریخ میں بس اتنا لکھا ہے کہ: ''فضل محمد ماتم'' عباسی خاندان سے تھے اور یہ خاندان موجودہ شہر حیدرآباد کے حدود کے اندر ایک بستی ٹنڈو ماہی ماہن (ماہ بیگم) میں آباد تھا۔ جہاں ۱۸۱۵-۱۴ء میں فضل محمد ماتم تولد ہوئے۔ والد کا نام محمد خان اور والدہ کا راجبائی (راج بائی) تھا۔''(۳)

ڈاکٹر ایاز قادری نے اپنی کتاب ''سندھی غزل جی اوسر'' (جلد دوم) میں اور خان بہادر میمن نے اپنی تالیف ''تاریخ سندھی ادب'' (جلد دوم) میں فضل محمد ماتم کا تذکرہ کیا ہے خان بہادر نے سرسری طور پر میر سانگی کے بارے میں لکھے ہوئے باب میں سانگی کے ایک شعر میں فضل محمد ماتم کو داد دینے کا حوالہ دیا ہے۔ اُس دور کے دیگر شعرا نے بھی ماتم کو داد دی۔ ماتم کو فارسی کی تعلیم ملی۔ اس کا اثر ان کے اردو اور سندھی کلام میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

ماتم حکمران خاندان کی ملازمت میں تھے۔ میران ٹالپور کے ہمراہ کلکتہ جلاوطن ہوئے۔ میر حسن علی خان اور میر عبدالحسین سانگی کے ساتھ روابط رہے۔ ڈاکٹر ایاز قادری کے بموجب ماتم کو ہٹڑی کی ایک پردہ نشین خاتون سے عشق ہو گیا۔ شادی سے انکار ہوا تو عمر بھر شادی نہ کی۔ یہ بات قادری صاحب نے مرزا عباس علی بیگ کی کتاب ''شاہکار ثابت'' (قلمی) کے حوالے سے لکھی ہے۔(۴) حالاں کہ دیوان ماتم میں ان کی شادی اور اولاد کا تذکرہ ہے۔

اُدھر میر سانگی کا ماتم کو بے اولاد کہنا اور ماتم کا اپنے اشعار کو اولاد جاننے کا تذکرہ بھی ہوا ہے سانگی کو ایک سندھی شعر میں یہ جواب دیا ہے:

شعر منهجو مون سندو اولاد آهه

چونه آهيان آء اولادي ادا

ترجمہ: (میرے اشعار میری اولاد ہیں، بھائی میں اس طرح صاحب اولاد ہوں)

پہلے ہٹڑی کا معاشقہ ناکام ہوا کوٹری میں سکونت پذیر ہوئے اور مطب قائم کیا۔ پھر یہاں لوہار قبیلے کی ایک خاتون سے شادی ہوئی۔ عبدالعلی اور ابوطالب دو بیٹے ہوئے۔ عبدالعلی کے بیٹے فضل محمد ہوئے۔ جو بموجب دیوان ماتم ۱۸۹۰ء میں زندہ تھے۔(۵) نہ صرف یہ کہ بلکہ ماتم کی پہلی شادی ان کے اپنے ہی قبیلے میں مائی مکل سے ہوئی تھی۔ اس بیوی کے انتقال کے بعد لوہار قبیلے والی خاتون سے ہوئی۔ جس سے اولاد ہوئی۔ ماتم کے بے اولاد ہونے والے شعر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو یہ بات قبول کی جا سکتی ہے کہ اس وقت ماتم کی پہلی اور دوسری شادی کے درمیان کے وقفے میں سانگی کے ساتھ ایسے اشعار کا سلسلہ رہا ہوگا جس کا حوالہ کتابوں میں آیا ہے۔

بہر حال ماتم ۱۹ویں صدی عیسوی کے ایک اہم شاعر ہیں ان کے کلام میں ہٹڑی والے معاشقے کے بارے میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں۔ ان میں ماتم کے عشق کے جذبات خوب نمایاں ہیں۔

گل رویوں کے ہونے سے گلستان ہے تو ہٹڑی
شیریں دہنوں سے شکرستان ہے تو ہٹڑی
بے سرمہ سیہ چشم حسینوں سے بھرا ہے
شہروں میں صحرائے غزالاں ہے تو ہٹڑی
ہٹڑی میں گرفتار ہے اک پردہ نشیں کا
ماتم کے لیے گوشہ زنداں ہے تو ہٹڑی

ماتم کے کلام میں اردو زبان کا وہ انداز موجود ہے جو گزشتہ چند صدیوں میں نظر آتا ہے مضامین اور ہیئت کے لحاظ سے ماتم کی غزلیں، اردو غزل کا تسلسل قائم کیے ہوئے ہیں

ماتم کو بات کہنے کا انداز اور شاعرانہ کمال حاصل ہے:

پوجتا ہوں کبھی بت کو کبھی پڑھتا ہوں نماز!
میرا مذہب کوئی ہندو نہ مسلمان سمجھا

رعایت لفظی کو اس طرح برتا ہے:

جب میرا یوسف دل چاہ نے ڈالا اس میں
میں تیرے چاہ ذقن کو کوچہ کنعان سمجھا

غزل میں شعرا جمالیات سے وابستہ کئی مضامین بیان کرتے ہیں۔ تشبیہات واستعارات سے داستان دل کا تذکرہ کرتے ہیں لب شیریں کا ذکر ہو تو کس طرح بیان ہو:

لب شیریں کے تیرے روبرو اے خسرو خوبان
صبر سے تلخ تر ہم جانتے ہیں ذکر شکر کا

زلف یار کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

زلف کا ہم نے سلسلہ چھوڑا
رشتۂ مہر رضواں توڑا

عشقیہ مضامین ماتم مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں حسن کا بیان یوں نمایاں کرتے ہیں۔

دل ناکام کام کرنا تھا
عشق بازی میں نام کرنا تھا
جس کو کہتے ہیں کربلا عشاق
اس گلی میں مقام کرنا تھا
شاید سیم تن کا چہرہ دیکھا
مجھ پر سونا حرام کرنا تھا
تیغِ ابرو سے قاتلِ عالم
عالمِ قتل عام کرنا تھا

میری قسمت میں کیا مگر ماتم
نالۂ صبح و شام کرنا تھا

عشق میں فراق کو بنیادی اہمیت ہے۔ وصال وفراق کے مضامین میں فراق اول ہے فراق کے دور کے جذبات نسبتاً زیادہ نمایاں اور اثر انگیز ہیں۔ ماتم یوں بیان کرتا ہے:

دودمانِ درد کی شادی ہیں ہم
خاندانِ غم کی آبادی ہیں ہم
اپنی شومی سے ہوئی شادی غمی
شاید آبادی کی بربادی ہیں ہم
اے عزیزانِ ترک عشق حسن میں
سنگ پر چوں نقش بہزادی ہیں ہم

عشق کے بارے میں طرح طرح کے درد وغم کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ماتم فرماتے ہیں:

نے امیروں میں نے وزیروں میں
عشق کے ہم تو ہیں فقیروں میں
کوئی آزاد ہوتو ہو یارو
ہم تو ہیں عشق کے اسیروں میں
اب تو خاموش ہیں، قفس میں کبھی
نغمہ سنجاں تھے ہم صفیروں میں

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے، کو اس طرح کہا:

دلِ ناداں کو ہم ساتھ لیے پھرتے ہیں
دشمن جاں کو ہم ساتھ لیے پھرتے ہیں
دیکھ ماتم مجھے سودا نے بیاباں میں کہا
تیرے دیوان کو ہم ساتھ لیے پھرتے ہیں

ماتم کی گو سانگی سے ملاقات رہی، لیکن وہ سانگی کے چھوٹے ہم عصر ہیں۔ اپنے دور کے سندھی صاحبِ دیوان شعرا میں بھی ماتم کو اہمیت دی گئی یہ اس دور کے اہم شعرا کے سندھی اشعار سے نمایاں ہے۔ سانگی کی کلیات تین دیوان پر مشتمل ہے۔ اس میں سندھی اور فارسی غزلیات کے ساتھ ساتھ اردو غزلیں بھی ہیں ماتم کا کلام ہم عصر شعرا کے کلام سے زبان اور بیان میں ہم آہنگ ہے۔ ماتم وارداتِ عشق کو بیان کرتے ہوئے جمالیات ہو یا فسانۂ غم ہر بات واضح طور پر بیان کرتا ہے:

دل چاک کیے الفتِ غنچہ دہنوں میں
پر بوئے وفا پائی نہ ہم گل بدنوں میں
دفنائیو ہر گز نہ میری لاش کو یارو
ہیں قاتلِ بے رحم کے ہوں بے دفنوں میں

یا

دردِ دلِ عشاق نہیں چاہتا درماں
راحت ہے بھری عشق کے رنج و معنوں میں

تلمیحات بھی غزل میں خوبصورتی پیدا کرتی ہیں۔ اساتذہ کا اس سلسلے میں خوب اتباع کیا ہے:

جو ابراہیم ادھم ہو تو پوچھوں
فقیری خوب ہے یا شہر یاری

کہاتا میں بھی عیسیٰ ءِ زمانہ
جو ہوتا مجھ کو نہ بھرِ سواری

علم بدیع کی گلکاریاں بھی کلام ماتم میں ہیں ہم آواز اور مخالف معنی والے الفاظ استعمال کیے ہیں اس کی بھی کئی مثالیں ہیں کہتے ہیں:

اقارب ہیں عقارب یار اغیار
نہیں ہے دوستوں میں دوست داری

جذباتِ دل کو بیان کرنے میں ماتم کے پاس زور و شور اور شدتِ درد کے دریا ہیں۔ درد کے اثر کو مخصوص انداز اور مؤثر الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ غزل کی مقررہ اشاریت کو کئی جگہ نظر انداز کرتے ہوئے محبوبہ کو "تو" کر کے مخاطب ہوتے ہیں۔

خدا نے تم کو دی لالہ عذاری
بتو ہم کو تمھاری داغ داری
عیادت بھی نہیں کرتے کسی کی
عجب بد رسم ہے خوباں تمھاری

تمھاری زلف مشکیں کے بدولت
گراں ہے قیمتِ مشک تتاری

کنایہ ہے مرے سر کاٹنے کا
جو بھیجی مجھ کو قاتل نے کٹاری

ماتم کے ہاں معنوی لحاظ سے خوبصورت اشعار موجود ہیں۔ یہی لگتا ہے کہ وہ اردو میں کھل کر بات کرتا ہے۔ دیوان ماتم کا مطالعہ مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے کیا جاسکتا ہے۔ آخر میں ماتم کے کچھ ایسے اشعار درج کرتا ہوں جو میری ذاتی پسند ہیں، ویسے پسند اپنی اپنی اور خیال اپنا اپنا ہوتا ہے:

حسن کو آب تاب باقی ہے
عشق کو اضطراب باقی ہے
اس کو مجھ پر عتاب باقی ہے
مجھ کو اس سے خطاب باقی ہے

کوٹری بھی سندھ میں وہ شہر ہے
جس میں وصلِ جاں سے دل کو بعد ہے

نرمی جسم بتاں مخمل سے پوچھا چاہیے
نازک اندامی شان ململ سے پوچھا چاہیے

اس کے نہ آنے کی جب خبر آ گئی
کیا کہوں میں موت مجھ پر آ گئی ہے

کسی کو کہوں میں حالِ دل زار ہائے ہائے
غمخوار ہے کوئی نہ کوئی یار ہائے ہائے

آسان اس پہ کیجیے یا حضرتِ حسین
ماتم کا تیرے حال ہے دشوار ہائے ہائے

حوالہ جات:

۱۔ بلوچ نبی بخش خان (ڈاکٹر)، سندھ میں اردو شاعری، مہران آرٹس کاؤنسل حیدرآباد، ۱۹۶۷ء، ص ۱
۲۔ دیوان ماتم، سندھی ادبی بورڈ، ص ۳
۳۔ ایضاً، ص ۵
۴۔ قادری، ایاز، سندھی غزل جی اوسر، سندھالاجی، ۱۹۸۴ء، ص ۱۴۱۔۱۴۲
۵۔ ایضاً، ص ۶۔۷

☆☆☆